© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

یہ سطور لکھنے وقت آدھا ماہ ربیع الاوّل گذر چکا ہے۔ یوم میلاد کے لیے اپنے قریبی ماحول میں اپنے کچھ بھائیوں کو آرائشی محراب بناتے اور جھنڈیاں لگاتے دیکھا تو جہاں یہ خوشی محسوس ہوئی کہ گلی گلی اور کوچے کوچے میں یوم میلاد کے خیر مقدم کا جذبہ کام کر رہا ہے، وہاں ایک احساس یہ بھی اُبھر اکہ آرائش کرنے والے بھائی ہر سال اسی طرح میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں، مگر اُن کی زندگیوں کا ڈھانچہ آج بھی وہی ہے جیسا دس سال پہلے تھا۔ انہیں جیسے یہ معلوم ہی نہ ہو کہ میلاد کا مقصد کیا ہے اور جس مقدس ہستی کی یاد منائی جارہی ہے، اُس سے ہمارا تعلق کیا ہونا چاہیے اور اُس ہستی کی محبت کا تقاضا کیا ہے جھنڈیاں اور دروازے، پھول اور روشنیاں، عطر اور اگربتیاں، دیگیں اور ضیافتیں، نعتیہ مشاعرے اور قوالیاں، مجلسیں اور مذاکرے، وعظ اور لیکچر، اخباروں کے خاص نمبر اور ریڈیو، ٹیلی وژن کے پروگرام سب یکجا ہو کر زیرِ نظر آتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ محبت و عقیدتِ رسولؐ کے جذبات کا ایک عظیم الشان کارواں گذر رہا ہے۔ توقع ہوتی ہے کہ جب شہروں اور قصبوں اور دیہات سے یوم میلاد کو پُرزور طور پر اور ربیع الاوّل کے پہلے بارہ دنوں میں خصوصاً اور سارے مہینے میں عموماً یہ کاروانِ محبت و عقیدت گذرے گا تو صدہا دلوں کی دنیا بدل جائے گی۔ کرداروں کے نقشے نئے بن جائیں گے۔ اخلاق میں نیا نکھار آجائے گا۔ تلاوت قرآن کی وجد آفریں آوازیں گھر گھر سے بلند ہونے لگیں گی۔ مسجدوں میں نمازیوں کی صفوں میں مستقل اضافہ ہو جائے گا۔

مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اور ایسا نہیں ہوتا تو کیوں نہیں ہوتا۔

میں نے اس پر غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اہلِ علم، اہل قلم اور اہل زبان کی جو ذمہ داری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیرتِ پاک کا پیغام اور محبتِ رسولؐ کا تقاضا عوام تک پہنچانے کی ہے، اسے ادا کرنے کے لیے اگرچہ بڑے خوبصورت پیرائے اختیار کیے گئے مگر کسی وجہ سے یہی خوبصورت پیرائے اصل مقصد میں رکاوٹ بن گئے ہیں۔

واعظوں اور شاعروں اور مقرروں اور مقالہ نگاروں کی جو قیمتی باتیں سامنے آئیں اُن میں زیادہ زور اس بات پر رہا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑی بلند ہے، مقام بے مثال ہے کردار بے داغ ہے۔ تمام انبیاء کے درمیان افضلیت کا مرتبہ حاصل ہے، تمام انسانوں میں اکملیت عطا ہوئی ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ حضورؐ کا بدن حسنِ انسانی کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔ چہرے، پیشانی، آنکھوں، لب و دندان، اندازِ گفتگو اور طرزِ تبسم میں صدہا کرشمہ ہائے ناز پنہاں تھے۔ یہ سب کچھ برحق، بلکہ اس سے زیادہ باتیں کہنے کی ہیں۔ پھر زور اس بات پر کہ حضورؐ کی ساری زندگی پیدائش سے تا دمِ آخر معجزات ہی معجزات سے آراستہ ہے۔ اس میں بھی بحث کی کوئی بات نہیں۔

کمی جس چیز کی رہ جاتی ہے وہ لوگوں پر حضورؐ کے واجب الاتباع ہونے کی حیثیت ہے۔ حضورِ پاک کو واعظین عرش کی بلندیوں پر دکھاتے ہوئے مخاطبوں کو اپنی طرف توجہ دلانا بھول جاتے ہیں کہ ہم اور تم سب کن پستیوں میں پڑے ہیں۔ یہ پستیاں حضورؐ پر ایمان لانے والوں کے لیے نہیں ہیں۔

حضورؐ کے صدق و امانت کے واقعات بیان کرتے ہوئے کوئی نہیں کہتا کہ ایسی سچائی اور ایسی امانت کو اختیار کرنا ہمارے لیے لازم ہے۔ کیونکہ ہم حضورؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور حضورؐ کے اتباع کے پابند ہیں۔

حضورؐ ہمارے لیے داعی، معلم، مربی اور مزکی مقرر کیے گئے ہیں۔ وہ قرآن سنانے کے ساتھ قرآن کو واضح کرنے اور اس کے عملی تقاضوں کو پیش کرنے پر مامور ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے "مطاع" ہیں حضورؐ سے انحراف کر کے جو قدم بھی اُٹھایا جاتا ہے وہ عنداللہ مقبول نہیں ہے۔ وہ ہمارے لیے اسوہ ہیں اور اسوہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس عملی نمونے کو ہمیں ہر کام میں سامنے رکھنا ہوگا۔ اُن کے لیے خدا کا مطالبہ یہ ہے کہ آپس میں تمام معاملات میں جب تک یہ لوگ (تم پر ایمان لانے والے لوگ) خوش دلی سے فیصلہ کُن اتھارٹی نہ مان لیں، اُن کو ایمان کا مقام نہیں مل سکتا۔ حضورؐ نے پکار کر فرمایا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر اس کا راستہ یہ ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ میری پیروی کرو، تبھی اللہ تم سے محبت کرے گا) یعنی اللہ کی محبت کا دعویٰ اُسی کا درست ہے اور جوابًا اللہ کی محبت اُسی کو ملے گی جو اللہ کے رسولؐ کی پیروی کرے گا۔ ورنہ قیامت کے دن منظر یہ ہوگا کہ بہت سے لوگ یہ دعویٰ لے کر پیش ہوں گے کہ ہم خدا پرست اور محبانِ رسالت ہیں۔ اس پر حضورؐ کے سامنے اُن کے اعمال کے دفتر رکھ کر گواہی طلب کی جائے گی کہ آیا یہ سب آپؐ کے آدمی ہیں اور ہمیں اُن سے آپؐ کی اُمت ہونے کا سلوک کرنا ہے۔ اس کا جواب وہ عظیم راست باز یہ دے گا کہ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ (اے میرے رب مجھ سے نسبت رکھنے والے اس گروہ نے قرآن سے رُوگردانی کر لی تھی) وہ لوگ جو آج دُنیا میں عید میلاد منا کر اور جشنِ محبتِ رسولؐ کی گھڑیاں درُود و سلام سے آلاپتے ہوئے گزار کر دُنیا بھر کے سارے جرائم اس اُمید پر کرتے رہتے ہیں کہ آخرت تو اپنی ہی ہے وہاں اپنا آدمی شفاعت کے لیے موجود ہے۔ پس گناہوں سے کیا پرہیز ——— اُن کو وہاں جا کر معلوم ہوگا کہ وہاں اندھی سفارش نہیں ہوتی جو شخص دُنیا میں انتہا درجہ کا صادق و امین تھا وہ آخرت میں بھی صادق و امین ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا ہی میں بہت سے معاملات میں وضاحت فرما گئے ہیں کہ ایسے اور ایسے لوگوں کے لیے میں سفارش نہیں کروں گا۔ یا ایسے اور ایسا افعال کرنے والوں کے لیے میری شفاعت نہیں ہوگی۔

میں نے ربیع الاول یا کسی دوسرے موقع کی تقاریرِ سیرت میں بالعموم عالموں اور لیکچراروں اور شاعروں اور صحافیوں کو یہ بات عوام سے صاف صاف کہتے نہیں پایا۔

محبت کی دو قسمیں ہیں۔

ایک اس ملازم کی محبت ہے جو آقا کی ہر پکار پر دوڑا آتا ہے اور جو حکم دیا جاتا ہے بسروچشم قبول کر کے تعمیل کرتا ہے۔ دوسرا ملازم وہ ہے جو آقا کی کسی پکار پہ لبیک نہیں کہتا۔ کوئی کام کر کے نہیں دیتا۔ کوئی امر و نہی تسلیم نہیں کرتا۔ مگر زیادہ سے زیادہ کوشش یہ کرتا ہے کہ آگے بڑھ کر سلام پیش کرے اور قصیدے پڑھے اور اشعار گائے، اور جھنڈیاں لگائے اور روشنیاں آراستہ کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا دونوں کا کردار ایک جیسا ہے؟ کیا دونوں کا انجام ایک جیسا ہوگا؟

کوئی دوست ایسے ہم نشیں کو دوست نہیں مانتا جو تعریفوں کے پل باندھتا ہو اور اپنے جذباتِ وفا کا بڑا اظہار کرتا ہو، مگر دوست جس کام میں اُس سے تعاون چاہے اس سے روگردانی کر جائے۔

تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ مذاق کہاں تک چلے گا کہ تعریفوں کے پُل باندھے جائیں، گلیوں بازاروں کی آرائش کردی جائے۔ اور زندگی اس طرح گذاری جائے جس طرح گذر رہی ہے، کبھی بھولے سے اس رسولؐ محبوب سے پوچھیں ہی نہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا فرماتے ہیں؟

میں تو ترس گیا ہوں ایسی مثالوں کے لیے کہ عمر بھر کا معاملہ تو چھوڑیے، ہمارے کچھ پیارے بھائی ربیع الاول کی برکات اور سیرتِ مطہرہ کی سعادتوں کے زیرِ اثر ایک دن ہی کے لیے یہ طے کرلیں کہ آج ہم کوئی جھوٹ نہ بولیں گے۔ آج ہم کسی سے فریب نہ کریں گے، آج کوئی غلط ناپ تول نہ ہوگا، آج رشوت کا لین دین نہ ہوگا آج حرام خوری کسی شکل میں نہ ہوگی۔ آج غیبت، بہتان اور تمسخر سے پرہیز کیا جائے گا۔ آج نگاہ کسی ممنوعہ منظر سے آلودہ نہ ہوگی۔

مجھے تو اپنے اردگرد ایسے لوگ بھی نظر نہیں آتے جو ایک دن کا انقلاب اپنے اوپر اُس رسولِ اقدس کی خاطر طاری کرلیں جو زمانے بھر میں بہترین قسم کا انقلاب برپا کرنے اُٹھا تھا۔

کاش کہ کوئی ایک دن ہماری زندگیوں میں ایسا آتا کہ قوم کے تمام بالغ افراد محبتِ رسالتؐ سے سرشار ہوکر مساجد کے صفوفِ نماز میں کھڑے ہو جاتے۔

ہم لوگ رسولِ پاک کے مراتبِ عالیہ اور سیرت کے واقعاتِ زرّیں بہت بیان کرتے ہیں، مگر ایک چیز ہم نے گم کردی ہے جسے قرآن نے نبأ عظیم کہا تھا۔ قرآن ہی نے نہیں، سردارانِ قریش نے بھی یہ بات پالی تھی کہ وہ امرِ عظیم ہے۔ دین جس "امرِ عظیم" پر مشتمل ہے وہ ہماری تقریروں اور وعظوں میں گم ہے۔ وہ امرِ عظیم جس کے لیے چاہا گیا تھا کہ "کونوا انصار اللہ"۔ ساری دنیا کی اصلاح (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) کا وہ مقصد جس کے لیے خدا پرستوں کو ایک حزب اللہ کی شکل دی گئی تھی۔ تمام اہلِ ایمان کلمۂ حق کے سپاہی بن گئے تھے۔

کلمۂ حق کے ان سپاہیوں کی شان یہ تھی کہ خدا کو خدا اور رسول کو رسولؐ ماننے کے بعد پھر انہوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمہ تن سرِ تسلیم خم کر دیا۔ بغیر کسی جبریت اور قانونی مطالبہ کے اپنے باطنی رضا کارانہ جذبے سے وہ ہر اُس چیز کو اپنے اُوپر طاری کرنے کے منتظر رہتے تھے، جو خدا اور رسولؐ کی طرف سے آتی تھی۔

آج وہ محمدی سپاہی شاذ و نادر ہی کوئی دیکھنے میں آتا ہے کہ جس کو انضباط میں رکھنے کے لیے اندرونی رضا کارانہ جذبہ ہی کافی ہو۔ اور آج وہ نبأ عظیم غائب ہے، اُس کی جگہ مذہب رہ گیا ہے اور مذہب بھی ایسی جاگیر ہے جسے مختلف فرقوں نے آپس میں بانٹ رکھا ہے۔ اور اس کے لیے مسلسل لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔

آج ایک خراب شدہ معاشرہ میں ہمارے اندر طرح طرح کی بُرائیاں فروغ پا گئی ہیں۔ شراب اور قمار سے لے کر سمگلنگ اور نفع اندوزی تک، جھوٹ اور فریب سے لے کر رشوت اور غبن تک، کام چوری سے لے کر ڈاکے اور قتل تک، ہر قسم کی برائیوں کا ایک وسیع عجائب گھر چاروں طرف پھیلا ہوا ہے تشدد کینہ اور نفرت وہ زہر ہیں جنہوں نے ہماری وحدت و اخوت کو تباہ کر دیا ہے۔ پھر دولت اور معیارِ زندگی اور سٹیٹس کے بتوں کی پُوجا ایسی عام ہوئی کہ اب کسی بھی گھر کے حرم میں جا کے دیکھو تو یہ لات و ہبل دلوں اور دماغوں پر چھائے ہوئے ملیں گے۔

حد یہ ہے کہ رسول کریمؐ کے لائے ہوئے دین پر اعتراض کرنے والے، حضورؐ کی تعلیمات اور معمولات کا مذاق اُڑانے والے، اِس دین سے انحراف کر کے دوسرے دین قبول کرنے والے اور اِس دین کے اندر دوسرے ادیان کا پیوند لگانے والے بھی ہمارے اندر بکثرت موجود ہیں۔ اور یہ سب بھی عیدِ میلاد اور اُس کی جھنڈیوں اور خوشبوؤں سے دلچسپی لیتے ہیں، بلکہ تقریریں بھی کرتے ہیں اور نعتِ رسولؐ بھی لکھتے ہیں۔

اور جو جس خرابی، جس بداخلاقی اور جس جرم میں مبتلا ہے، وہ اس میں محرم گزار کر بھی اسی طرح مگن رہتا ہے اور ماہ ربیع الاوّل گذار کر بھی کسی تبدیلی کا خیال تک نہیں کرتا۔ ہماری اجتماعی ساخت کا ٹیڑھ اتنا پکا ہو گیا ہے کہ پہلے رمضان گذرتا ہے، پھر حج کا مبارک مہینہ گذرتا ہے، پھر محرم میں لوگ یادِ حسینؓ میں آنسوؤں کے دریا بہا دیتے ہیں اور مرثیوں کا طوفان اُٹھا دیتے ہیں۔ پھر ربیع الاوّل رحمتوں کی گھٹاؤں کے ساتھ دلوں کی آبیاری کرنے آتا ہے۔ مگر ہم جہاں کے تہاں رہتے ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی عادات اور اپنے اپنے رویوں کو نہایت سختی سے محفوظ رکھتا ہے۔

© rasailojaraid.com